ناموں کو بگاڑنے کا غلط رواج

مولانا سید اخلاق حسین قاسمی

شیخ المشائخ مولانا نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کی نظر ایک کامل مصلح کی طرح مسلم معاشرہ کے بگاڑ کے ہر پہلو پر تھی۔ وہ دَور کانفرنسیں منعقد کرنے' اخبارات و رسائل میں مضامین شائع کرنے اور محلّہ محلّہ وعظ کی محفلیں قائم کرنے کا نہیں تھا۔ مشائخ کی خانقاہیں' مدرسہ و مسجد' دارالاصلاح اور دارالہدایت اور اس کے ساتھ ہی ضرورت مندوں کیلئے دارالقیام اور دارالطعام ہوتی تھیں اور مشائخ کے مریدین اسلام کی چلتی پھرتی تبلیغ کی حیثیت رکھتے تھے اور انہیں سختی سے اسلامی زندگی اور محمدیؐ اخلاق کا عملی نمونہ بنا کر عوام میں پھیلایا جاتا تھا۔ چنانچہ آپ دیکھیں کہ ایک مجلس میں شیخ علیہ الرحمۃ نے نام رکھنے کے ایک نہایت ہی غلط رواج کی نشاندہی فرمائی۔ فرمایا:

(۱) اَحبُّ الاسماءِ عنداللہ عبُداللہ و عبُدالرحمٰن

(۲) اَصدَقُ الاسماءِ الحارث

(۳) اَکذَبُ الاسماءِ المَالِکُ وَ الخَالِدُ ---- زیرا کہ مالک خداوند تعالیٰ است و جاوید ہم ہمونست (جلد ۵' مجلس ۱۴' ص ۹۹۴)

ان کی مجلس میں یہ بحث چل نکلی کہ ناموں میں اچھا نام کونسا ہے؟ شیخؒ نے فرمایا: تین قسم کے نام ہیں۔ ایک وہ نام جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور وہ ہیں عبداللہ اور عبدالرحمٰن وغیرہ' یعنی وہ نام جن سے بندہ کی حقیقت (بندگی) اور خدا تعالیٰ کے مقامِ الوہیت اور آقائیت کا اظہار ہوتا ہے۔ دوسرے وہ نام جن میں صداقت ہے جیسے الحارث (کھیتی کرنے والا) یعنی انسان کی حقیقت یہی ہے کہ وہ کھیتی کرتا ہے' نیک اعمال کی کھیتی یا برے اعمال کی کھیتی۔ تیسرے وہ نام ہیں جو مسمّٰی (جس کا نام رکھا جائے) کے اعتبار سے جھوٹے اور خلافِ واقعہ ہیں' جیسے کسی انسان کا نام مالک اور خالد رکھ دیا جائے' حالانکہ

حقیقت میں مالک اور ہمیشہ رہنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

شیخ علیہ الرحمۃ نے تیسری قسم کے ناموں کی مخالفت فرمائی' حالانکہ نام رکھنے والوں کا یہ اعتقاد نہیں ہوتا کہ یہ شخصِ مسمیٰ حقیقی مالک و جاوید ہستی ہے' بلکہ مجازی طور پر خدا کے ان صفاتی ناموں کو برکت حاصل کرنے کی نیت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن شیخ علیہ الرحمۃ شرک کے معاملہ میں شبہ و اشتباہ کو بھی غلط سمجھتے ہیں' کیونکہ جب دوسرے نام موجود ہیں تو پھر شبہ میں ڈالنے والے نام کیوں استعمال کئے جائیں؟ یہ حقیقی مشائخ تھے' جو شرکِ جلی کے علاوہ شرکِ خفی پر بھی نظر رکھتے تھے اور مسلمانوں کو اس سے بچانے کی کوشش کرتے تھے۔

سجدۂ تعظیمی کے بارے میں بھی شیخ محبوبِ الٰہیؒ کی تعلیمات میں اتنی ہی احتیاط ہے جسے راقم نے ایک مضمون میں تحریر کیا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ خانقاہوں کے موجودہ غلط رسوم و رواج کی وجہ سے مشائخِ کبار کی صحیح تعلیمات پر پردہ پڑگیا ہے۔ اس ناچیز نے چشتی بزرگوں کی معمول بہا (بقول شاہ عبدالعزیزؒ) کتاب "فوائد الفواد" کی مجلسوں کی تلخیص مع تحقیقاتِ احادیثِ نبویؐ کر کے موجودہ خانقاہی رسوم کے خلافِ شریعت ہونے پر مدلل بحث کی ہے۔ پیش نظر مضمون اسی کا ایک حصہ ہے۔ بہرحال شیخ علیہ الرحمۃ نے دراصل شاہی حلقوں میں پھیلی ہوئی اِس خاص بدعت کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا' لیکن اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق اس درباری بدعت کی طرف کوئی اشارہ نہیں فرمایا بلکہ عمومی انداز سے اصلاح فرمادی۔

اسمائے حسنیٰ کی اقسام

اسمائے حسنیٰ' خدا تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی صفات کے درجۂ کمال کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں اسمائے حسنیٰ کی تعداد ننانوے بیان کی گئی ہے' لیکن اس تعداد میں مشہور اسمائے حسنیٰ بیان کئے گئے ہیں اور دوسری حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اسمائے حسنیٰ شمار و تعداد سے زیادہ ہیں۔ مشہور دعائے عبدیت کے الفاظ یہ ہیں:

اَسئَلُکَ بِکُلِّ اسمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیتَ بِہٖ نَفسَکَ اَو اَنزَلتَہٗ فِی کِتَابِکَ او عَلَّمتَہٗ اَحَداً مِن خَلقِکَ اَوِاستَأثَرتَ بِہٖ فِی علمِ الغَیبِ عِندَکَ اَن تَجعَلَ القُراٰنَ رَبِیعَ قَلبِی ....

"میں تجھ سے اے اللہ! تیرے ہر نام پاک کے توسل سے سوال کرتا ہوں جو نام تونے خود رکھا ہے یا اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا وہ نام تیرے پاس علمِ غیب میں مخفی ہے کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار بنادے......"

ترمذی کی شرح احوذی میں امام ابوبکر ابن عربی نے لکھا ہے کہ قرآن کریم اور حدیث پاک سے جمع کرنے پر اسمائے حسنیٰ کی تعداد ایک ہزار ثابت ہوتی ہے۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۹)

خاص الخاص اسماء اور مشترک اسماء

ان اسمائے حسنیٰ میں کچھ صفاتی نام ایسے ہیں جو قرآن کریم میں خدا کی ذات کے علاوہ مخلوق کے حق میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے رحیم' رؤف' مالک' ملک' رشید' کریم' علی' عزیز۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو "الرحمٰن الرحیم" کہا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "رؤف رحیم" فرمایا گیا: **حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ** (التوبہ: ۱۲۸) اللہ تعالیٰ کو "**مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ**" کہا گیا اور داروغۂ جہنم کا نام بھی "مالک" ہے جسے اہلِ جہنم پکاریں گے: **وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ** (الزخرف: ۷۷) کہ اے جہنم کے داروغہ! تیرا پروردگار جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کرکے ختم کرے۔ جواب آئے گا' تم لوگ اس سزا میں ہمیشہ رہو گے۔اسی طرح خدا تعالیٰ کو "مَلِک" کہا گیا۔ **فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ** (طٰہٰ: ۱۱۴) اور **اَلْمَلِكُ الْقُدُّوسُ** (الحشر: ۲۳) اور مصر کے حکمران کو بھی۔ **قَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ** (یوسف: ۵۰)

اب غور کرو! اقتدار کی خوشامد پسندی میں لفظ "مَلِک" کی جو بے قدری کی گئی ہے وہ توحید کی دعویدار قوم کے قطعاً شایانِ شان نہیں۔ حکمرانوں کیلئے ملک معظم' ملکہ معظمہ (انگریزی حکومت میں برطانوی حکمرانوں کیلئے) جلالۃ الملک (مسلم حکمرانوں کیلئے) شاہی درباروں سے علماء اور فضلاء کی خوشامد پسندی کے صلہ میں انہیں مَلِکُ العلماء' مَلِک الشعراء اور مَلِک الحکماء کے خطابات دیئے گئے۔ مغل حکمرانوں کے دربار میں شاہ جہان' عالم پناہ اور ظلِ الٰہی کے نعرے بلند کئے جاتے تھے اور اسی مشرکانہ خوشامد پسندی کی انتہائی معراج تھی کہ جلال الدین اکبر کو خدائی کا درجہ دے کر اس کی پرستش شروع کرادی گئی۔

ہندوؤں میں تو راجہ مہاراجہ بھگوان کا روپ ہوتے ہیں لیکن ان مسلمان علماء کو کیا ہو گیا تھا جو الوہیت اور حاکمیت کو خدا کی ذات کیلئے خاص ماننے کا دعویٰ کرتے تھے اور اکبر کو "مہابلی" اور "جہاں پناہ" کہہ کر پکارتے تھے، حالانکہ اسلام نے توحید کی حفاظت کیلئے ہر سطح پر شخصیت پرستی کی روک تھام کی، آسمانی نمائندوں کو رسول (پیغام پہنچانے والا) اور نبی (خبر دینے والا) کہا، نبی کے جانشینوں کو خلیفہ (نائب) اور امیر و امام کے القاب دیئے، مقبول بارگاہ بندوں کو ولی اور اولیاء کہا گیا یعنی اللہ کے پیارے بندے۔

اسمائے حسنٰی کی دوسری قسم ان خاص الخاص اسماء کی ہے جنہیں کتابِ الٰہی اور احادیثِ نبویؐ میں خدا کے سوا کسی مخلوق کیلئے استعمال نہیں کیا گیا۔ جیسے رحمٰن، غفار، سبحان، ستار وغیرہ۔ لفظ "اللہ" اسم ذات کی حیثیت رکھتا ہے، جو تمام صفاتِ کمال کا جامع ہے۔

نام رکھنے کا مسئلہ

مسلمان برکت کے طور پر خدا کے صفاتی ناموں پر اپنے نام رکھتے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ مسلمانوں میں ناموں کو بگاڑنے کا رواج بھی عام ہے اور نام کے آخری لفظ سے لوگوں کو پکارا جاتا ہے۔ جہاں تک مشترک اسماء کا تعلق ہے ان میں اگر کسی کو عبدالرحیم، عبدالکریم یا عبدالعلی کہنے کے بجائے رحیم، کریم یا صرف علی کہہ کر پکارا جائے تو ان پاک ناموں کے ساتھ بے ادبی کا پہلو ہے لیکن اگر یہ تخفیف خاص الخاص اسماءِ حسنٰی میں کی جاتی ہے اور عبدالرحمٰن کو صرف رحمٰن کہہ کر پکارا جاتا ہے تو اسے فقہاءِ اسلام نے حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ نام جتنی مرتبہ منہ سے نکلتے ہیں گناہ کبیرہ لازم آتا ہے اور سننے والا بھی گناہ سے محفوظ نہیں رہتا۔ (معارف القرآن جلد ۴، ص ۱۳۳)

ہمارے ہاں کتنے رحمٰن پہلوان، غفار کالئے، ستار لنگڑے، سبحان فیکٹری والے، ستار کباڑیئے، غفار حلوائی اور قدوس لباڑیئے (بے ہودہ گو) ہیں۔ پھر ان ناموں کے ساتھ دہلی والے جو آبے تبے کرتے ہیں، لڑائی میں رحمٰن، ستار اور غفار کے الفاظ بول کر آپس میں گالم گلوچ ہوتی ہے، یہاں تک کہ غفار کے باپ اور ستار کی ماں بہن کو پُنا جاتا ہے،

آخر اس بدتہذیبی کا شرعی گناہ ہماری نظروں سے کیوں اوجھل ہو گیا؟

اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ محمد اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ حضورؐ پر درود و سلام پڑھنا واجب ہے' لیکن ہمارے ہاں ان ناموں کے ساتھ گستاخی کا جو افسوس ناک عمل جاری ہے اس کے تصور سے بھی شرم آتی ہے۔ "محمد کھدرے" جامع مسجد کے علاقہ کا مشہور نام ہے۔ دلی میں جس کے چہرے پر سیتلا کے داغ ہوتے ہیں اسے کھدرا کہا جاتا ہے۔ محمد پہلوان --- پھر پہلوانی کے ساتھ جتنی بھلائیاں' برائیاں وابستہ ہیں وہ سب اسی نام پاک کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔ حضرات انبیاء کے ناموں کے ساتھ' خلیل چڑیا' یعقوب سٹے باز' ابراہیم چوڑی گھس (منہیار تھے) یعقوب کفن کھسوٹ (قبرستان نبی کریمؐ کا گورکن تھا) یوسف مسخرا (مستری یوسف مشہور تھا) جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ مشہور شیرِ میوات' قبرستان ہندیان کے نگران کو "علی شیرِ اموات" کا نام دیکر حضرت علیؓ جو شاہ مرداں تھے' کے نام کی یہ گت بنائی جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے اسمائے گرامی اور حضورؐ کی صاحبزادیوں کے مبارک نام بھی اسی طرح بگاڑے جاتے ہیں۔ عائشہ صدیقہؓ کو عَیشاں اور عاشیہ' فاطمۃ الزہراء کو فاتو' پھر ان مقدس ناموں کے ساتھ بے ادبی' اری عائشہ' اری فاطمہ۔ بدزبان شوہر اور بدزبان ساس' نندیں ان ناموں کے ساتھ جو گستاخیاں کرتی ہیں وہ مسلم معاشرہ کا نہایت افسوسناک پہلو ہے اور ناقابل بیان ہے۔

لفظ اللہ کے ساتھ گستاخی

اللہ کا لفظ اسم ذات کے طور پر بولا جاتا ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ اس ایک لفظ میں خداوندِ عالم کی تمام صفاتِ کمال کا تصور موجود ہے۔ ہمارے ہاں حبیب اللہ کو "بُلّا" اور قدرت اللہ "ُقتلّا" کہا جاتا ہے۔ غنیمت ہے کہ بگاڑنے والوں نے "ت" اور "ب" لگادی۔ پہلے شرفاء میں ایک بچہ کا نام بھی پورا لیا جاتا تھا' پیار میں نام بگاڑنے کو غلط سمجھا جاتا تھا۔ گھر کے ملازمین کو بھی پورے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ حضرت سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت مخدوم نصیرالدین چراغ دہلوی کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں کسی صاحب نے

(باقی صفحہ ۴۵ پر)